حضرت علامہ شمس الحق افغانی مدظلہ

سوشلزم

مذہب، اخلاق اور مساوات

کے آئینہ میں

سرمایہ داری، کمیونزم اور اسلام پر حضرت علامہ افغانی کے معرکۃ الآراء مضمون کا ایک اہم حصہ الحق میں شائع ہو چکا ہے، اب حضرت مولانا موصوف نے کمیونزم اور سوشلزم کے بعض اور گوشوں سے پردہ اٹھایا ہے۔ اس حصہ میں مغربی تہذیب اور قدیم و جدید کے مسئلہ پر بھی حضرت مولانا نے بڑی خوبی سے روشنی ڈالی ہے۔ ہم الحق میں مولانا کے افادات کا یہ غیر مطبوعہ حصہ قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں ————— ادارہ "

★

سوشلزم اور مارکسیت اس سے قائم ہوتا ہے کہ انسان کو مذہب سے لڑایا جائے۔ چنانچہ واٹ کمیونزم از دیب صفحہ ۱۲ میں ہے کہ کمیونزم کا ممبر اس شخص کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا جو صدق دل سے صاف صاف اس بات کا اعلان نہ کر دے کہ وہ دہریہ ہے۔ یعنی منکر خدا ہے۔

اینجلز لکھتا ہے کہ ہماری پارٹی طبقہ وار شعور رکھتی ہے، اور مزدوروں کی آزادی کے لئے جدوجہد کرتی ہے۔ ایسی پارٹی مذہبی اعتقادات سے پیدا کردہ جہالت سے غفلت نہیں برت سکتی۔ ہمارا ایک بنیادی مقصد ہے کہ مذہبی فریب خوردگی کو دور کیا جائے۔ (اینجلز صفحہ ۱۵)

مذہبی فریب خوردگی سے نجات دلانے کے لئے خلاف الوہیت (خدا) سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا جس کا نصب العین اس کے الفاظ میں یہ تھا کہ ہم نے آسمانی زاروں کو تو عرش سے اتار پھینکا ہے جس طرح ہم نے اس زمین کے زاروں کو اتار پھینکا ہے۔ (حاشیہ اشتراکیت اور اسلام، مسعود عالم صفحہ ۸)

مارکس نے مذہب کے انفرادی معاملہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں قدم آگے بڑھا کر انسانی

ضمیر کو مذہب کے اقتدار سے آزاد کرانا ہے۔

مذہب پر تنقید علم تنقید کا مبدء ہے ۔ (مارکس سوشلزم نمبر صفحہ ۱۹۲ ۔)

مذہب عوام کے حق میں افیون کا اثر رکھتا ہے ۔ (بحوالہ سابق)

مذہب ازمنہ قدیمہ کی نظامی غلامی کی بازگشت ہے ۔ (کمیونسٹ مینوفیسٹو کی تشریح دفعہ ۵ از ریزینوف)

ضابطۂ اخلاق جو انسانی سماج سے باہر لیا گیا ہے ۔ ہمارے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتا ۔ یہ ایک ڈھونگ ہے ۔ ہمارا ضابطۂ اخلاق طبقاتی تصادم کے مفاد کا تابع ہے ۔ (لینن)

ان مختصر جوابات سے آپ نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ سوشلزم صرف ایک معاشی تحریک نہیں بلکہ ایک جدید مذہب ہے جو تمام ادیان سابقہ اور الٰہی تعلیمات اور اخلاقی اقدار اور خود سر چشمۂ دین حق یعنی ذاتِ خداوندی کے خلاف ہے ۔ اور کامریڈوں کی درندگی کی راہ میں سے ہر رکاوٹ کو دور کرنا اس دین جدید یا دین یہودی کا مقصد ہے ۔ دین سوشلزم جو دشمن انسانیت ہے ۔ اس کے بانی شوپن ہار، مارکس و لینن ہیں ، جو یہودی تھے اور جن کا قول تھا کہ ہم نے بے زبان حیوانات پر تو سواری کی ، اب ہم نے اس زمانے میں انسانوں کو سواری بنا دیا جن کو جانوروں کیطرح استعمال کریں گے ۔ (طنطاوی تفسیر الجواہر ج ۲ صفحہ ۱۲)

تمام لڑائیوں کے درپردہ یہی یہود تھے ۔ اب سوشلزم پرستی کا خلاصہ تمام بشری تاریخ اور تعلیمات آسمانی اور خود خدا سے کٹ کر ایک مغضوب یہودی قوم کے تین افراد کے بنائے ہوئے لائحہ حیات یا دین سے اپنی زندگی کو وابستہ کرنا ہے ۔ باقی ہم نے سوشلزم کے متعلق جو کہا ہے کہ وہ دین ہے ۔ یہ بات غیر تحقیقی نہیں ، بلکہ کمیونسٹ پارٹی کا ترجمان ڈگلس ہائیڈ نے لکھا ہے کہ اشتراکی کارل مارکس اور انجلز کو وہ درجہ دیتے ہیں جو صحف سماویہ کو دیا جاتا ہے ۔ اس طرح چین میں ماوزے تنگ کی لال کتاب کی چینی تلاوت کرتے کرتے ہوائی جہاز اتارتے ہیں ۔ یہ ان کے مذہبی جذبے کا اظہار ہے ۔ اس لئے والٹیر نے کہا اگر خدا نہیں تو ہمیں ایک خدا بنانا پڑے گا ۔ یہ وہ خانہ زاد مصنوعی خدا ہے جو حقیقی خدا کی جگہ سوشلزم کے پرستاروں سے پجوایا جاتا ہے ۔

سوشلزم مزدور اور کاشتکار نوازی کے آئینہ میں سوشلزم تحریک تبلیغی کم اور جبری زیادہ ہے ۔ اس لئے اولاً اس تحریک کے لیڈر مزدور اور کاشتکار کی خوشحالی کا نعرہ لگاتے ہیں ۔ جب ان کو اپنے ساتھ ملاکر ایک طاقتور جماعت وہ پیدا کر لیتے ہیں تو ان کے ذریعہ حکومت وقت کو الٹ دیتے ہیں اور ان کی مزدوروں اور کسانوں کی حکومت کے نام پر اپنی حکومت قائم

کر لیتے ہیں۔ چونکہ اس دین جدید میں اخلاق اور کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ جیسے کہ ہم نے بیان کیا تو حکومت پھر زمین کا اکثر حصہ کسانوں اور کاشتکاروں سے چھین کر اجتماعی کاشت کے نام پر اپنے قبضے میں کر لیتی ہے۔ اور برائے نام چند ایکڑ بطور شخصی ملکیت کاشتکاروں کے حوالہ کر دیتی ہے۔ اور اگر کاشتکار زمین چھیننے میں مزاحمت کرتے ہیں تو ظالمانہ طریقے سے ان کا خون بہایا جاتا ہے۔ گویا بعد از قیام سوشلزم حکومت انکی جنگ بجائے سرمایہ داروں کے کاشتکاروں سے ہوتی ہے۔ تھوڑی زمین جو کاشتکاروں کے پاس رہ جاتی ان کی کل پیداوار حکومت ان سے ارزاں قیمت پر خرید لیتی ہے۔ اور پھر جب ان کو ضرورت ہوتی ہے تو وہی پیداوار ان پر گراں قیمت پر فروخت کر دیتی ہے۔ اسی طرح دیگر ضروریات حیات جن پر حکومت کا قبضہ ہوتا ہے۔ حکومت ان پر عام نرخ سے گراں نرخ پر فروخت کرتی ہے جس سے انکی معاشی حالت اور معیار زندگی نہایت پست ہو جاتا ہے۔

سوشلزم کا مزدور | مزدوروں کو سوشلزم اور اشتراکی حکومت کارخانوں میں حیوانات کی طرح کام پر لگا دیتی ہے۔ ان کی محنت سے جس قدر پیداوار حاصل ہوتی ہے اس پر حکومت کا قبضہ ہوتا ہے۔ اور انہی پر مصنوعات کو من مانی قیمت پر فروخت کرتی ہے۔ ظاہراً مزدوروں کی اجرت دیگر ملکوں سے معمولی طور سے زیادہ مقرر کی جاتی ہے تاکہ پروپیگنڈے کا سامان ہاتھ آئے۔ لیکن اسی حاصل کردہ اجرت سے وہ اشیاء ضرورت خریدتے ہیں جن پر حکومت کا قبضہ ہے اور انہی کی محنت سے وہ بنی ہوئی ہوتی ہے۔ تو اسقدر گراں قیمت پر حکومت ان پر وہ اشیاء فروخت کرتی ہے۔ اسطرح حکومت نے مزدوروں کو ایک ہاتھ سے جو کسی قدر زائد اجرت دی تھی اس کا ڈبل بلکہ بعض اوقات ڈبل سے زیادہ واپس حکومت کے پاس آجاتی ہے۔ گویا جو ایک ہاتھ سے دیا دوسرے ہاتھ سے وہی واپس لے لیا۔ —— پھر بڑی مصیبت یہ ہے کہ روس میں عام صرف کی اشیاء کم بنتی ہیں۔ اور بڑی بڑی مشینیں یا آلات جنگ زیادہ تیار ہوتے ہیں۔ اس لئے عام ملکوں سے بلکہ غیر ترقی یافتہ ملکوں کی نسبت بھی روس میں اشیاء صرف کی یافت کم ہے یہی وجہ ہے کہ بیرونی ممالک میں جاپان وغیرہ ممالک کی نسبت آپ روسی ضروریات عامہ کی چیزوں کو کم پائیں گے۔

سوشلزم مساوات کے آئینہ میں | بظاہر سوشلزم ممالک مساوات کے مدعی ہیں اور یہ کہ وہاں کوئی طبقاتی فرق نہیں لیکن واقعات اس کے خلاف ہیں۔ ان کا دعوی ہے کہ شخصی ملکیت

بڑی چیز ہے، لیکن واقعات اسکی تردید کرتے ہیں۔
مندرجہ بالا امور کے لئے ہم "نیو شلزم" مطبوعہ ۱۹۶۷ء کے چند حوالہ جات پیش کرتے ہیں :-

۱۔ روس کا کل رقبہ ۲ کروڑ ۳۰ لاکھ مربع میل ہے، جس میں صرف ۶۰ لاکھ مربع میل پر روسی آباد ہیں۔ باقی ایک کروڑ ۷۰ لاکھ پر غیر روسی آباد ہیں۔ باشندگان روس کی کل تعداد ۲۲ کروڑ ہے جس میں ۱۰ کروڑ روسی ہیں اور باقی سب غیر روسی ہیں، جن میں ۵ کروڑ قتل سے بچے ہوئے مسلمان ہیں۔ محنت اور فوجی خدمت کا کام غیر روسیوں سے لیا جاتا ہے۔ غیر روسیوں کو ملک کے دور دراز علاقوں میں محنت کے لئے پھیلا دیا گیا ہے۔ اور اعلیٰ عہدے سب روسیوں کے پاس ہیں، جس سے دعویٰ مساوات کی حقیقت کھل جاتی ہے۔

۲۔ روس میں زرعی عمدہ زمین کے ساڑھے اٹھانوے فی صد ½۹۸ پر اجتماعی کاشت کے سلسلے میں حکومت کا قبضہ ہے اور صرف فی صد کسانوں کی ملکیت ہے۔ لیکن اس شخصی زراعت کی آمدنی روس کی تمام آمدنی کی ۳۲ فی صد اور اجتماعی زراعت کی آمدنی کل روس کی زرعی آمدنی کا ۲۰ فی صد ہے جس سے نظری شخصی ملکیت کی نفع بندی اور برتری ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کل رقبہ میں لمبے چوڑے دعوؤں کے باوجود کسانوں کے ہاتھ میں زمین صرف ڈیڑھ فیصد ہے۔ باقی ان سے بزور چھین لی گئی ہے۔ اسی کتاب میں تصریح ہے کہ کسانوں سے اجتماعی کاشت کے نام پر جو زمین چھینی گئی۔ اس میں ایک کروڑ انسان قتل ہوئے اور اسٹالین نے خود گذشتہ جنگ عظیم کے موقعہ پر یالٹا کانفرنس میں چرچل سے کہا کہ اس جنگ کے اتلاف جان سے ہم نے اجتماعی کھیتوں کے قبضے کے وقت جانوں کی زیادہ قربانی دی۔

۳۔ غیر روسیوں کی روس کے جس رقبہ پر سکونت ہے، وہ رقبہ ۹۵ لاکھ کیلومیٹر ہے، جو امریکہ کے کل رقبے سے زیادہ ہے کیونکہ امریکہ کا رقبہ ۹۳ کیلومیٹر ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان کی کمائی خود ان کے کام کم آتی ہے اور زیادہ روسیوں کے ہاتھ آتی ہے۔

۴۔ عوام ہوشربا گرانی کے شکار ہیں۔ بھارتی وفد جس کا صدر کنور ابھائی لال جی بھا، جب روس کے دورے سے واپس آیا تو اس نے بھارتی پارلیمنٹ میں یہ بیان دیا جو اخبارات میں چھپ گیا کہ روس میں معیار زندگی پست ہے۔ ایک پونڈ مکھن کی قیمت ۲۱ روپے اور ایک قمیص کی قیمت ۱۲۰ روپیہ۔ ایک سائیکل کی قیمت ۸۰۰ روپیہ ہے۔ ہندوستان کا وہ ملازم جسکی تنخواہ

۸۰ روپیہ ماہوار ہو، روس کے مزدور سے خوشحال ہے جسکی تنخواہ ایک ہزار روپیہ ماہوار ہو۔
(نوائے وقت ۳ ستمبر ۱۹۵۵ء)

۵۔ مساوات کا یہ حال ہے کہ استالن کی سالانہ تنخواہ ۲۰ لاکھ بیس ہزار روبل تقریباً ۹ لاکھ پاکستانی روپے تھی۔ اور تین کوٹھیوں اور چار موٹروں کے لیئے ایک لاکھ روبل تقریباً سوا لاکھ کی رقم الگ مقرر تھی۔ اور تمام اشیاء صرف کو وہ ان اشیاء کی لاگت سے اسّی فی صد کم پر خریدتا تھا۔
(رسالہ فریڈم فرسٹ، مندرجہ پاسبان کوئٹہ ۲۰ دسمبر ۱۹۵۲ء)

لیکن نورالدین زنگی بادشاہ اسلام جس نے متحدہ یورپ کو شکست دی تھی اس کا کل ترکہ جس میں دو دکانیں تھیں، جس کا کرایہ تیس دینار یعنی ۵۰ روپے ماہوار پاکستانی سکے کے برابر تھا۔ جہاد کے لیئے اپنا گھوڑا نہ تھا۔ عاریتاً لیتا تھا اور جہاد سے واپس ہو کر مالک کو واپس کر دیتا تھا۔

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند
درشہنشاہی فقیری کردہ اند

انسانی حریت اور سوشلزم

حریت انسانی کی بنیاد شرافت ہے۔ حیوانات اس شرافت سے محروم ہیں۔ آزاد انسان ان سے کام لیتا ہے اور گھاس کھلاتا ہے۔ سوشلزم تحریک شروع میں کسانوں اور مزدوروں کی جماعت سے سب کچھ کراتی ہے۔ لیکن جب حکومت قائم ہو جاتی ہے تو اس سوشلزم حکومت کا پنجہ زندگی کی گہرائیوں میں اس قدر گڑ جاتا ہے۔ کہ عوام کے افکار عقائد سب لیڈران سوشلزم کے خیالات میں گم ہو کر فنا ہو جاتے ہیں۔ ان سے محنت لی جاتی ہے۔ اور لیڈر جیسا چاہتے ویسا کھانا کھلاتے ہیں، ان پر اگر ظلم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہوں تو وہ اف نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ نہ تحریر کی آزادی نہ تقریر کی۔ نہ اجتماع کی اور نہ جلوس کی، ہڑتال تو بڑی چیز ہے۔ اور وہ ایسا کب کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کی ضروریات کی اشیاء حکومت کے ہاتھ میں ہیں پریس حکومت کے ہاتھ میں، تعلیم حکومت کے ہاتھ میں، خورد و نوش کا سامان حکومت کے ہاتھ میں، ایسا سمجھیئے کہ سوشلزم ممالک کا وسیع رقبہ ایک وسیع جیل خانہ ہے۔ اور چند کامریڈ اس کے جیلر ہیں۔ ایم۔ وائی اشتراکی ۱۹۴۰ء میں لکھتا ہے کہ روس میں عام مزدور کی ماہوار تنخواہ ۱۱۰ سے ۴۰۰ روبل تک ہے۔ روبل تقریباً پاکستانی سوا روپیہ کے برابر ہے۔ درمیانہ افسر تین سو ماہوار سے ایک ہزار روبل تک۔ اونچے افسر ڈیڑھ ہزار سے دس ہزار ماہوار تک اور بہت اونچے بیس ہزار سے تیس ہزار ماہوار روبل تک تنخواہ لیتے ہیں جو اکثر روسی ہیں۔ سٹالین نے مزدوروں کی تنخواہ میں اضافے کے جواب میں کہا:
مارکسزم مساوات کا دشمن ہے۔ (مارکسزم نمبر ۲) ۔۔۔ یہ حال ہے مزدوروں کا کسانوں کا۔۔۔!

اسی غیر فطری نظام کا نتیجہ ہے کہ روس اور چین دونوں کے تجربے نے ثابت کیا کہ سوشلزم کے اس اصول پر عمل کرنا کہ تمام زمین پر اجتماعی کاشت ہو، ناممکن العمل ہے۔ اور شخصی ملکیت میں ہاتھ ڈالنا زراعت کو تباہ کرنا ہے۔ بلکہ سوشلزم جذبۂ کار کے جوش کو ختم کرتا ہے۔ اس لئے یہ نظام صنعتی اور زراعتی پیداوار کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ دیکھئے سرکاری رپورٹیں روس اور چین کی مندرجہ سوشلزم نمبر از ص ۲۷ تا ص ۲۸۴ .... بقول اقبال مرحوم ؎

اگر تاجے کئی جمہور پوشد — ہماں ہنگامہ ہا در انجمن است
ہوس اندر دلِ آدم نمیرد — ہماں آتش میانِ مرزغن است

؎ زمامِ کار اگر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا — طریقِ کوہکن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی

مادی اور سوشلزم نظامِ حیات میں جب تاریخی ارتقاء ایک طے شدہ چیز ہے تو سوشلزم کے لئے پچاس سالہ محنت اور خون خرابہ اور قربانیوں کی کیا ضرورت تھی، کیونکہ طے شدہ ارتقاء کا ظہور لازمی تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب بیرونی عامل کا جس کو مشیتِ الٰہی کہا جا سکتا ہے۔ اسی کا اثر ہے جو اس جہاں کی ہر تبدیلی کا محرک ہے۔ اور یہ ایک ماوراء الطبعیاتی عمل ہے۔ بہرحال سوشلزم کے باطن سے جو بھی واقف ہوگا اس کو ہر غیر سوشلسٹ ملک کا مزدور اور کسان آزاد اور خوشحال نظر آئے گا۔ پروپیگنڈے کی ساحری سے لاشعوری طور پر کچھ لوگ ضرور اسوۂ روس و چین کے شیدائی بنتے جا رہے ہیں۔ لیکن نتائج کے موازنہ کے بعد حقیقت کھل جاتی ہے کہ ایسا کرنے سے کھویا بہت کچھ جاتا ہے، اور ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ واللہ الھادی الی سبیل الرشاد۔

اشتراکیت اس لامحدود جبر و تشدد کا نام ہے کہ نہ کوئی قانون اس پر حد بندی کر سکتا ہے اور نہ اخلاق۔ جبری "محنت" شروع میں مرد اور عورت دونوں سے لی جاتی رہی اور اپنے اصلی وطن سے اکھیڑ کر لاکھوں نہیں کروڑوں خاندانوں کو بجبر دور دراز علاقوں میں محنت لینے کے لئے دھکیلا گیا۔ پروداکی ۲۶ جولائی ۱۹۵۸ء کی اشاعت میں اس قانون کا اعلان کیا گیا کہ سٹرائک کرنے والوں کو ۱۵ سال قید کی سزا دی جا سکتی ہے۔ اسی طرح ملازم کی ۲۰ منٹ محنت کے لئے تاخیر سے پہنچنے کی سزا بھی ۴ ماہ کی جیل ہے۔ اس طرح انہوں نے تشدد کو ایک مقدس عمل قرار دیا۔ لینن نے صاف اعلان کیا کہ یہ مت سمجھو کہ میں انصاف کی تلاش میں ہوں۔ اب انصاف کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی .... (کمیونزم نا اینڈ ناٹ ص ۲۱، ص ۲۲)

.... باقی آئندہ ....